International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02, July-Dec 2023
pp: 478- 491

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

برِّصغیر پاک وہند میں عربی تفسیری ادب کا آغاز وارتقاء اور ترقی: منتخب تفاسیر کا ایک جائزہ

The Origin, Evolution, and Development of Arabic Exegetical Literature in the Indian Subcontinent: An Overview of Selected Exegeses

Dr. Zobia Parveen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan.

Abstract

This research paper provides a comprehensive overview of the origin, evolution, and development of Arabic exegetical literature in the Indian subcontinent. The initial spread of Islamic teachings in the region was significantly influenced by Arab traders and Muslim conquerors, laying the foundation for the early Islamic influence in the subcontinent. The study traces the beginnings of Qur'anic exegesis back to the second century Hijri, highlighting the need to present Islamic teachings in local languages. By the late third century Hijri, the first translation of the Qur'an into Hindi was introduced. The research examines notable early exegeses such as "*Kashif al-Haqaiq wa Qamus al-Daqaiq*," "*Gharaib al-Qur'an wa Ragaib ul-Furqan*," and "*Jawahir al-Qur'an*," which represent significant exegetical efforts of their time. Additionally, works like "*Tafsir Tatar Khani*" and "*Sawati' al-Ilham*" are introduced, alongside discussions on mystical, theological, and legal exegeses. The paper also explores commentaries that emphasize the principles of *Nazm-e- Qur'ān* (Qur'anic coherence) and *Tafsir ul- Qur'ān bi al- Qur'ān* (exegesis through the Qur'ān itself). Through this exploration, the research highlights the richness of the exegetical tradition in the Indian subcontinent, reflecting its intellectual and religious legacy. Overall, this study offers valuable insights into the historical development of exegetical literature in the region, demonstrating how it has shaped and enriched the understanding of the Qur'ān among scholars and the Muslim community in the Indian subcontinent.

Keywords: Arabic Tafāsīr, Exegesis, Indian Subcontinent, Exegetical Literature, Development, Evolution, Origin, Tafsīr.

CC BY

تعارف موضوع

برِّ صغیر پاک وہند میں عربی تفسیری ادب کا آغاز، ارتقاء اور ترقی ایک دیرینہ اور پیچیدہ موضوع ہے۔ اسلامی تعلیمات کی ابتدائی پھیلاؤ میں عرب تاجروں اور مسلم فاتحین نے کلیدی کردار ادا کیا، جس نے اس خطے میں اسلامی اثرات کی بنیاد رکھی۔ دوسری صدی ہجری میں قرآن کی تفسیر کا آغاز ہوا، جس کے بعد تیسری صدی ہجری کے آخر میں قرآن کا پہلا ترجمہ ہندی زبان میں متعارف کرایا گیا۔ ابتدائی تفاسیر میں "کاشف الحقائق و قاموس الدقائق" اور "غرائب القرآن و رغائب الفرقان" شامل ہیں، جو اپنے وقت کی اہم تفسیری کاوشیں ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں برِّ صغیر میں عربی تفسیری ادب کی تاریخ کو مختلف زاویوں سے جانچا گیا ہے، جس میں مقدس تفاسیر، کلامی، صوفیانہ اور احکامی تفاسیر کی تفصیل شامل ہے۔ یہ مطالعہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ برِّ صغیر میں تفسیری ادب نے مختلف دوروں اور مکاتبِ فکر کے اثرات کو قبول کیا ہے، اور آج بھی یہ علمی اور دینی روایات کا اہم حصہ ہے۔

برِّ صغیر میں اسلام کی آمد اور تفسیری ادب کا آغاز وارتقاء

برِّ صغیر پاک وہند سے عربوں کے تعلقات بہت قدیم چلے آرہے ہیں اور دائرہ مراسم بہت وسیع تھا جس میں تجارت کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ نبیؐ کی بعثت سے قبل بھی ہندوستان میں مختلف جگہوں سے سامان لاکر فروخت کرتے تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد بھی یہ تعلقات اسی طرح استوار رہے۔ آغازِ اسلام کے وقت برِّ صغیر پاک وہند کا خطہ ہند وسندھ کہلاتا تھا۔ آپؐ کی بعثت کے وقت ہندوستانی عرب کے مختلف علاقوں میں آتے جاتے تھے اور بہت وہاں مستقل آباد تھے۔ مکہ اس دور کا سب سے بڑا تجارتی اور مذہبی مرکز تھا[1]۔ دیگر ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی اسلام کا چرچا ہوا۔ یہاں کے مذہبی لوگوں اور راجوں مہاراجوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے براہِ راست تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی اور دعوتِ اسلام کو سمجھنا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان اور یہاں کے لوگوں کے متعلق ارشادات فرمائے۔ احادیث میں ہندوستان کے باشندوں اور یہاں کی چیزوں کا تذکرہ آیا ہے[2]۔

خلافتِ راشدہ کے زمانے میں اسلام کا دائرہ کار عرب کی حدود سے باہر نکل کر مختلف ملکوں میں پھیلا اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ٦یا ٧ ہجری اس سے پہلے ہندوستان میں کسی صحابی کے دعوتِ اسلام لیکر آنے کی کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ البتہ اس کے آٹھ نو سال بعد عہدِ فاروقی کے ابتدائی دور میں عرب سے مسلمانوں کے ہندوستان آنے کی مستند روایت موجود ہے[3]۔ اس خطہ ارض کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں پر پچیس صحابی رسول تشریف لائے۔ بارہ حضرت عمرؓ کے عہد میں، پانچ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں، حضرت علیؓ کے عہد میں تین، حضرت معاویہ کے عہدِ حکومت میں چار اور

ایک صحابی یزید بن معاوی کے عہدِ حکومت یہاں تشریف لائے[4]۔ یہ خطہ صحابہ کے علاوہ تابعین کا بھی مسکن رہا۔ بعض جہاد کے لیئے اور بعض تابعین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے بھی اس خطے میں وارد ہوئے[5]۔ تابعین کے علاوہ تبع تابعین بھی اس خطہ میں وارد ہوئے۔

سندھ و ہند کے مختلف علاقوں پر ابتدا ہی سے عرب مجاہدین کے باقاعدہ حملے شروع ہو گئے تھے۔ جسکے نتیجے میں اس کے متعدد علاقے مسلمانوں کے زیرِ نگین آ گئے، تاہم سندھ پر فیصلہ کن حملہ اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں ہوا ۹۳ء محمد بن قاسم کی زیر کمان پورا سندھ فتح ہو گی[6]۔ اس طرح ولید بن عبد الملک کے دور میں سندھ کو باقاعدہ طور پر اسلامی مملکت کے صوبہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ عرب تاجروں کی وجہ سے جنوبی ہند میں بھی عرب تاجروں کی بدولت مسلمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ درّہ خیبر کے ذریعے مسلمانوں کا ہندوستان میں داخلہ شروع ہوا اور باقاعدہ اسلامی حکومت کے قیام سے لوگ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہوئے نیز عرب، ایران، افغانستان اور ترکستان سے مسلمان یہاں آ کر آباد ہوئے۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ فقہ، حدیث، تاریخ و سیر کے علاوہ قرآن کی تفسیریں بھی لکھی گئیں[7]۔ دوسری صدی ہجری تک یہاں باقاعدہ تصنیف و تالیف کی سلسلہ شروع نہیں ہو سکا کیونکہ دوسری صدی ہجری تک مسلمانوں نے یہاں پہنچ کر اسلامی عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے مقامی زبانوں کا استعمال شروع کیا اور یہاں کے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کو اپنی زبان میں سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

برِّصغیر پاک و ہند کے عربی تفسیری ادب کا تعارف

برصغیر پاک وہند کے تفسیری ادب کے تعارف اس بات کا جائزہ لیں گے کہ اس خطہ میں سب سے اولین عربی تفسیر کون سی تھی۔

برِّصغیر میں قرآن مجید کا اوّلین ترجمہ

برصغیر میں فنِ تفسیر کی ابتداء کب ہوئی اور سب سے پہلی تفسیر کس نے لکھی۔ اس کا صحیح تعین کرنا پیچیدہ امر ہے کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ایسی کوئی مکمل تاریخ دستیاب نہیں جس میں شروع سے لیکر اب تک حالات و واقعات درج ہوں[8]۔ دوسری صدی ہجری تک یہاں پر باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہو سکا۔

تیسری صدی ہجری کے اواخر میں برصغیر میں قرآن کا اولین ترجمہ غالباً ہندی زبان میں کیا گیا۔ ۲۷۰ھ میں کشمیر کے راجہ مہروک بن لائق نے منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبد اللہ بن عمر کو لکھا کہ اسلامی شریعت کے احکام کو ہندی زبان میں بیان کرنے کے لیئے ایک آدمی بھیجا جائے۔ امیر عبد اللہ نے ہندوستان کی مختلف زبانیں جاننے والا عراقی الاصل سندھی عالم کو

بھیجا۔ اس نے راجہ کے پاس چند سال قیام کر کے اسے پورے طور پر اسلام سے واقف بنایا اور اس نے راجہ کی خواہش پر ہندی زبان میں سورۃ یس تک قرآن کی تفسیر بھی لکھی[9]۔

ہندوستان صدیوں تک اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز رہا۔ دینی علوم میں ہندوستان کے علماء کی علمی عظمت اسلامی اور عرب ممالک میں مسلم تھی۔ ہندوستانی علماء نے تفسیر کی طرف خصوصی توجہ کی[10]۔ محمد بن قاسم کی آمد کے بعد پہلی صدی ہجری کے اختتام اور آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہ علاقہ اسلام کی روشنی سے منور ہوا تاہم یہاں پر اسلامی عہدِ حکومت کا آغاز محمود غزنوی کی آمد کے بعد ہوا۔ پھر سلاطینِ غور کے عہدِ حکومت میں ترکستان اور ماوراء النہر سے علمائے دین کے قافلے ہندوستان پہنچے جس کی وجہ سے اس علاقہ میں اسلام کی نشرواشاعت ہوئی، اور اسی عہد سے یہاں پر باقاعدہ طور پر اسلامی ثقافت و تمدن کا آغاز ہوا[11]۔

برِّصغیر میں عربی زبان میں قرآن مجید کی اوّلین تفسیر

ہندوستان میں سب سے پہلے لکھی جانے والی تفسیر کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

کاشف الحقائق و قاموس الدقائق

عارف اعظمی کے مطابق ہندوستان میں عربی زبان میں لکھی جانے والی سب سے پہلی تفسیر شیخ محمد بن احمد شریحی کاریکلی کی ”کاشف الحقائق و قاموس الدقائق“ ہے۔ یہ غیاث الدین بلبن کے دور میں لکھی گئی[12]۔ یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر ہے[13]۔ یہ تفسیر شروع سے لیکر آخر تک فصیح عربی زبان میں ہے۔ اس تفسیر کی تالیف کے وقت ہندوستان میں تصوف کا دور دورہ تھا اس لیئے اس تفسیر پر تصوف کا اثر غالب ہے۔ اس کا ایک عمدہ اور مکمل نسخہ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔ مولانا عبدالحئی کے بیان کے مطابق ان کا انتقال دہلی میں ۶۸۴ھ / ۱۲۸۵ء میں ہوا[14]۔

غرائب القرآن ورغائب الفرقان

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے مطابق اس خطہ میں عربی سب سے پہلی تفسیر شیخ نظام الدین الحسن بن محمد نیشاپوری (م ۷۱۰ھ) کی تفسیر ”غرائب القرآن ورغائب الفرقان“ ہے[15]۔ اس تفسیر کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں آیات کا ترجمہ فارسی میں کیا گیا ہے۔ ایران سے شائع ہونے والے نسخوں اور بعض مخطوطات میں ترجمہ موجود ہے۔ اس کا جو نسخہ تفسیرِ طبری کے نسخہ پر چھپا ہے اس میں ترجمہ موجود نہیں۔ اس کا ماخذ تفسیر کبیر اور کشاف ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق یہ تفسیر ہندوستان کے شہر دولت آباد دکن میں مکمل ہوئی[16]۔ تاہم خود مصنف نے اپنے آپ کو کہیں بھی دولت آبادی نہیں لکھا۔ ان کے تمام تذکرہ نگار انہیں نیشاپوری ہی لکھتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ وہ ہندوستان میں وارد ہوئے اور

اس کے بعض اجزاء کی تکمیل انہوں نے ہندوستان میں کی تو اس لحاظ سے ہند کے سب سے پہلے مترجم ہونے کا سہرا انہی کے سر بندھتا ہے[17]۔ حاجی خلیفہ نے ان سنِ وفات ۷۲۸ھ بیان کیا ہے[18]۔ علامہ ذاہد الحسینی نے بھی تذکرہ المفسرین میں تفسیر "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" برصغیر کی عربی زبان میں مکمل قرآن کی سب سے پہلی تفسیر اسی کو قرار دیا ہے[19]۔

جواہر القرآن

ڈاکٹر سالم قدوائی نے بیان کیا ہے کہ ہندوستان کی عربی زبان میں پہلی تفسیر ابو بکر اسحاق بن تاج الدین ابو الحسن (م ۷۳۶ھ) کی تفسیر "جواہر القرآن" ہے[20]۔ یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں ہے۔ شیخ ابن التاج نے "خلاصۃ جواہر القرآن" کے نام سے خود ہی اس کا خلاصہ بھی لکھا۔ اصل تفسیر معدوم ہے، تاہم اس کے خلاصہ کا ایک نسخہ برلن لائبریری میں موجود ہے ۔ اس کی تفسیر کا ماخذ امام غزالی کی "جواہر القرآن" ہے ۔ شیخ ابن التاج کی ۷۳۶ھ / ۱۳۳۵ء کے آس پاس وفات ہوئی[21]۔ الذھبی نے التفسیر والمفسرون کے حاشیہ پر لکھا "اس تفسیر کے بعض نسخوں کے آخر پر لکھا ہوا ہے کہ اس تفسیر کو اس کے مؤلف نیظام الاعرج نیشاپوری نے اوائلِ صفر ۷۳۰ھ / ۱۳۲۹ء میں ہند کے دار الخلافہ دولت آباد میں لکھا"[22]۔ جبکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ان کا سنِ وفات ۷۲۸ھ بیان کیا ہے[23]۔

برِّصغیر میں عربی زبان کی اہم تفاسیر کا تعارف

برصغیر میں عربی زبان میں تفاسیر کا وسیع ذخیرہ ہے۔ برصغیر کی اہم تفاسیر میں سے شیخ محمد بن احمد شریحی کاریکلی کی کاشف الحقائق و قاموس الدقائق، شیخ نظام الدین الحسن بن محمد نیشاپوری کی غرائب القرآن ورغائب الفرقان اور ابو بکر اسحاق بن تاج الدین ابو الحسن (م ۷۳۶ھ) کی جواہر القرآن کا ذکر برصغیر میں عربی زبان میں اولین تفسیر کے ضمن میں ہو چکا ہے، اس کے علاوہ چند اہم تفاسیر درج ذیل ہیں:

تفسیر تاتارخانی

تارتارخان (م ۷۹۹ھ) کے ایماء پر علماء کے ایک گروہ نے اس وقت کی تمام تفاسیر کو اکٹھا کر کے تفسیر تاتارخانی کے نام سے ایک تفسیر مرتب کرائی۔ اس مقصد کے لیئے امیر تاتارخان نے علماء کے ایک گروہ کو حکم دیا کہ وہ اس وقت کی تمام تفاسیر کو جمع کر کے ہر آیت سے متعلق آئمہ تفسیر کے تمام اقوال کو اکٹھا کر کے اس تفسیر میں جمع کریں ۔ اس لیئے کہا جاسکتا ہے کہ اس تفسیر میں اس دور کی تمام تفسیر کو جمع کر دیا گیا[24]۔

تفسیر ملتقط

یہ تفسیر برصغیر کی ابتدائی تفاسیر میں ہے۔ اس کے مؤلف خواجہ سیّد محمد گیسو دراز (م ۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ء) ہیں۔ آپ کا اصلی نام سیّد محمد اور لقب گیسو دراز ہے۔ اس تفسیر میں صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ اس میں اہم صوفیاء کے اہم اقوال خاص طور پر نقل کیئے گئے ہیں[25]۔

تبصیر الرحمان وتیسیر المنان المعروف تفسیر رحمانی / تفسیر مہائمی

اس کے مؤلف شیخ مخدوم علی بن احمد (م ۸۳۵ھ) ہیں۔ اس تفسیر کا اصل موضوع نظمِ قرآن ہے۔ یہ تفسیر ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء مطبعہ بولاق مصر سے دو ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکی ہے[26]۔ یہ تفسیر ہر دور میں طبقہ اہلِ علم کا ماخذ و مرجع رہی ہے۔ مفسرین کے ایک گروہ نے اس کے قرآنی نکات پر بحثیں کیں اور اس کے اسرار و رموز بیان کیئے ہیں۔ علامہ طاہر سندھی نے "مجمع البحرین" شاہ عبد العزیز نے "فتح العزیز" اور مولانا مجادِ عمر الحسینی نے "کشف القلوب" میں ان کے اقوال نقل کیئے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی نے "بیان القرآن" اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے تفسیر "واضح البیان" میں اس کے حوالے دیئے ہیں[27]۔

تفسیر محمدی

شیخ محمد بن عاشق الچریا کوٹی (م ۹۷۲ھ) حنفی تھے۔ ان کی اس کے علاوہ بھی تصانیف ہیں جیسے جواہر العربیہ فی الفنون الادبیہ اور حاشیہ تلویح مشہور ہیں[28]۔ یہ تفسیر ملتی نہیں ہے۔

تفسیرِ محمدی

اس کے مؤلف شیخ حسن محمد احمد آبادی گجراتی (م ۹۸۲ھ / ۱۵۷۴ء) ہیں۔ اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس لندن میں موجود ہے اور ایک نامکمل نسخہ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے۔ ڈاکٹر زبید کے مطابق اس کا ایک نسخہ برلن کے کتب خانہ میں ہے۔ اس کا شمار ہندوستان کی اہم اور چیدہ تفاسیر میں ہوتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت نظمِ قرآن ہے[29]۔

منبع عیون المعانی و مطلع شموس الثانی

شیخ مبارک بن خضر ناگوری (م ۱۰۰۱ھ) نے یہ تفسیر چار بڑی جلدوں میں تالیف کی[30]۔ آپ ایک نامور عالم تھے۔ یہ تفسیر سیّد تقی صاحب مرحوم (لکھنؤ) کے کتب خانے میں موجود ہے[31]۔ اس تفسیر کی پہلی جلد خاص طور پر اہم ہے۔ اس میں آپ نے اپنے اور اس دور کے حالات اور علومِ قرآنی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شیخ مبارک علمی و ادبی ذوق کے علاوہ

صوفیانہ مزاج بھی رکھتے تھے۔ جس کا اثر ان کی تفسیر پر بھی نظر آتا ہے۔ آپ نے ہر آیت پر تفصیل سے بحث کی اور تمام مطالب و معانی کو بخوبی بیان فرمایا ہے۔ شانِ نزول، قصص قرآنی کی بحثیں کی ہیں[32]۔

سواطع الالہام

اس کے مصنف شیخ ابو الفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ) عربی و فارسی دونوں زبانوں میں غیر معمولی صلاحیت کے مالک تھے۔ تفسیر و سواطع الالہام عربی زبان کی غیر منقوط تفسیر ہے۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی "غیر منقوطیت کے اس التزام کے باوجود فیضی نے یہ کمال کیا ہے کہ تمام تفسیروں میں قرآنی آیات کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس شخص نے ان تمام امور کے سمیٹنے کا جہاں تک میرا خیال ہے ایک کامیاب اور ایسی کوشش کی ہے جس کی نظیر اس سے پہلے مشکل ہی سے مل سکتی ہے"[33]

الدار التنظیم فی ترتیب الآی و سور القرآن الکریم

یہ شیخ منور بن عبد الحمید لاہوری (م ۱۰۱۱ھ / ۱۶۰۳ء) کی تفسیر ہے۔ اکبر کے عہد میں علماء پر مظالم کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ کو بھی گوالیار میں پانچ سال تک قید میں رکھا گیا اور آپ نے حالتِ قید میں ہی یہ اس تفسیر کی تصنیف کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور قید میں ہی وفات پا گئے[34]۔

انوار الاسرار فی حقائق القرآن

یہ شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی (م ۱۰۳۱ھ) کی تفسیر ہے۔ آپ کے چچا بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ آپ نے حدیث فقہ اور دوسرے علوم کا علم انہی سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے قاضی جلال الدین ملتانی سے کسبِ فیض کیا۔ آپ نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں کتب لکھیں۔ ان میں بعض کتب کہیں نہیں ملتیں۔ آپکی تفسیر انوار الاسرار کا بھی مکمل یا نا مکمل نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ تاہم اس کے بعض اجزاء "نزھۃ الخواطر" اور "معارج الولایۃ" میں نقل کیئے گئے ہیں[35]۔

زبدۃ التفاسیر

اس کے مؤلف شیخ معین الدین محمود کشمیری (م ۱۰۸۵ھ) حنفی تھے۔ یہ مکمل تفسیر محفوظ ہے۔ آپ نے دیگر مفسرین سے اقتباسات نقل کرنے کی بجائے خود مختصراً مطالبِ قرآن بیان فرمائے۔ طویل ابحاث سے مکمل اجتناب کیا۔ تمام مسائل کو سادہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس کے دو نسخے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور خدا بخش لائبریری پٹنہ میں پائے جاتے ہیں[36]۔

انوار الفرقان وازھار القرآن

اس کے مصنف شیخ غلام نقشبندی گھوسوی ثم لکھنوی (م ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء) ہیں یہ قرآن کے ربع اوّل کی تفسیر ہے۔ آپ نے شروع سے لیکر سورہ انعام کے اختتام تک تفسیر فرمائی۔ تفسیر کے مقدمہ میں فنِ تفسیر کی ضرورت واہمیت کو بیان فرمایا۔ نظمِ قرآن کے بھی قائل نظر آتے ہیں [37]۔ اس کے تین قلمی نسخے ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجودہ ہیں [38]۔

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ

اس کے مؤلف کا نام احمد مگر معروف نام ملّا جیون (م ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۹ء) ہے۔ یہ "تفسیر احمدی" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ وہ آیات جن سے فقیہ احکام مستنبط ہوں صرف انہی آیات توضیح کی طرف توجہ کی گئی ہے۔ یہ تفسیر ۱۹۰۴ء میں بمبئی سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کا اردو زبان میں بلگرامی کا ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے [39]۔ اس تفسیر کا ماخذ انوار التنزیل مدارک التاویل، تفسیر حسینی، تفسیر کشاف، تفسیر غوری زاہدی اور الاتقان فی علوم القرآن ہے [40]۔

ثواقب التنزیل فی اشارۃ التنزیل

شیخ علی اصغر قنوجی (م ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۸ء) کی یہ تفسیر نامکمل ہے۔ یہ اگرچہ نامکمل تفسیر ہے۔ سورہ فاتحہ کی سات آیات سبع طوال اور خواتیم کی تعداد سات سات ہے۔ اسی سے انہوں نے قرآن کو سات ثواقب میں تقسیم کیا۔ مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف روایات اور اقوال آئمہ بیان کرنے کے بعد ان میں محاکمہ کرکے ترجیحی رائے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ لغوی ونحوی وضاحت بھی بیان فرمائی۔ اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ ریاست رام پور میں موجود ہے [41]۔

تفسیر قرآن القرآن بالبیان

یہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (م ۱۱۴۲ھ) کی عربی زبان میں قرآن کی مختصر تفسیر ہے۔ اس کو تفسیرِ جلالین کے پایہ کی تفسیر سمجھا جاتا ہے۔ دونوں میں بنیادی فرق صرف یہ ہے کہ اس میں حنفی نقطہ نظر اور تفسیرِ جلالین میں شافعی مسلک کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر قدیم تفاسیر جیسے بیضاوی، مدارک التنزیل، جلالین، تفسیرِ حسینی کی تلخیص ہے۔ تفسیر بالحدیث کا اہتمام کیا گیا ہے [42]۔

ثواقب التنزیل فی اشارۃ التاویل / تفسیر صغیر

امیر عبداللہ محمد بن علی اصغر قنوجی (م ۱۱۷۸ھ) اس کے مصنف ہیں۔ امام زبیدی کے مطابق یہ لاپتہ ہے مگر ڈاکٹر سالم قدوائی کے مطابق کاکوری کی کاظمیہ لائبریری میں اس تفسیر کے ساڑھے چار پارے موجود ہیں۔ یہ قرآن کی مختصر تفسیر ہے حتی کہ بڑی سے بڑی آیت کی وضاحت میں بھی صرف ضروری نکات کو بیان کرنے پر اکتفا فرمایا گیا ہے۔ مفسر نے حنفی اور شافعی مسلک کو بیان کیا علاوہ ازیں ناسخ و منسوخ آیات کو بھی واضح فرمایا[43]۔

تفسیرِ مظہری

یہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) کی تصنیف ہے۔ آپ نے مولانا شاہ ولی اللہ سے کسبِ علم لیا۔ اس کے بعد مرزا مظہر جاناں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو ان سے بہت گہرا تعلق تھا۔ مرزا مظہر نے آپکو علم الہدی کا لقب دیا۔ آپ شافعی تھے۔ ہندوستان کی اکثریت حنفی تھی اس لیئے قاضی صاحب نے ان حالات کے سبب دس جلدوں پر مشتمل مفصل تفسیر لکھی اور اس کا نام اپنے پیر و مرشد مرزا مظہر جانِ جاناں کے نام سے منسوب کیا۔ آپ نے مسائل کی وضاحت میں احناف کے نقطہ نظر کو مدلل انداز میں پیش فرمایا۔ تاہم بعض مسائل میں احناف نے اختلاف بھی فرمایا ہے۔ مولانا سید عبد الدائم جلالی نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو کہ ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہوا۔ تاہم عارف اعظمی نے اپنی کتاب تذکرہ مفسرین ہند میں احناف سے اختلاف کی امثلہ بھی بیان کی ہیں۔ آپ نے بڑی حد تک شاہ ولی اللہ کے معتدل مسلک کی تائید کی ہے[44]۔ اس کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے مرفوعاً اقوال کو ماثور کا درجہ دیا تاہم موقوف روایات کو تاویل درجہ دیتے ہیں [45] علاوہ ازیں نظمِ کلام بھی اس کی اس کی اہم خاصیت ہے۔ بعض مقامات پر تصوف کا اثر بھی نظر آتا ہے[46]۔

فتح البیان فی مقاصد القرآن

اس کے مصنف نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) کے نزدیک یہ تفسیر لکھنے کا مقصد لوگوں کو قدماء کی طویل تفسیر پڑھنے سے پیش آنے والی دشواری سے بچانا تھا۔ اس لیئے آپ نے گذشتہ مفسرین کے آراء کو اختصار سے پیش کیا ۔ مختلف تفاسیر میں نقل کی گئی غلط اسرائیلیات کی تردی بھی فرمائی[47]۔

نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام

یہ نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) کی تفسیر ہے۔ آپ کا شمار اپنے دور کے اہم علماء میں ہوتا ہے۔ اس تفسیر میں احکام سے متعلق آیات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے[48]۔

تفسیر نظام القرآن و تاویل الفرقان بالفرقان

مولانا حمید الدین فراہی (م ۱۹۳۰ء)، کی تفسیر ہے۔ نظمِ قرآن اور تفسیر القرآن بالقرآن اسکی سب سے نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس کے علاوہ اس تفسیر میں لغت کو بھی اہم اصولِ تفسیر کی حیثیت دی گئی ہے۔ مولانا نے ان مذکورہ تین اصولوں کو ہی بنیادی اور قطعی مصادرِ تفسیر قرار دیا ہے۔ احادیث و آثار صحابہ کو خبری اور ثانوی ماخذ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک احایث و آثارِ صحابہ کی حیثیت ظنی ہے اس لیئے ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تفسیر مکمل نہیں ہے۔ مولانا فراہی نے تفسیر بیان کرتے ہوئے بعض مقامات پر جمہور مفسرین کی رائے سے ہٹ کر منفرد مؤقف اختیار کیا ہے۔

تفسیر آیات للسائلین

اس کے مؤلف مولانا عنایت اللہ وزیر آبادی ہیں۔ یہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء میں مطبع کریمی لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ صرف سورۃ نساء تک ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی گئی ہے۔ تاہم بعض مقامات پر حسبِ ضرورت حاشیہ پر قصص الانبیاء کے ضمن میں واقعات کی تفصیل بھی بیان کرتے ہیں[49]۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمن

یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) کی تصنیف ہے۔ آپ دورِ جدید کے بہت مشہور اور اہم عالم ہیں۔ مسلک کے اعتبار سے اہلِ حدیث اور بہت بڑے مناظر تھے۔ اس تفسیر کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے قرآن کی تفسیر قرآن سے بیان فرمائی۔ آپ کو بیسویں صدی عربی زبان میں واحد مکمل تفسیر کا لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ اس تفسیر کا زیادہ تر حصّہ انیسویں صدی میں لکھا گیا تاہم اس کی تکمیل بیسویں صدی میں ہوئی۔

خلاصہ بحث

ہندوستان کے مسلمانوں کی ایسی کوئی مکمل تاریخ دستیاب نہیں جس میں شروع سے لیکر اب تک حالات وواقعات درج ہوں اس لیئے برصغیر میں فنِ تفسیر کی ابتداء اور اولین تفسیر کا صحیح تعین کرنا پیچیدہ امر ہے۔ دوسری صدی ہجری تک یہاں پر باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہو سکا۔ تیسری صدی ہجری کے اواخر میں برصغیر میں قرآن کا اولین ترجمہ ہندی زبان میں کیا گیا۔

بعض علماء کے مطابق غیاث الدین بلبن کے دور میں لکھی گئی شیخ محمد بن احمد شریحی کاریکلی کی "کاشف الحقائق و قاموس الدقائق" ہندوستان میں عربی زبان میں لکھی جانے والی سب سے پہلی تفسیر ہے جبکہ بعض کے مطابق شیخ نظام الدین

نیشاپوری(م ۷۱۰ھ) کی "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" اولین تفسیر ہے۔ ان دونوں تفاسیر کے علاوہ بعض علماء کے نزدیک ابو بکر اسحاق بن تاج الدین ابو الحسن (م ۷۳۶ھ) کی "جواہر القرآن" برصغیر میں عربی زبان کی اولین تفسیر ہے۔ ابتدائی تفاسیر میں "تفسیر تاتارخانی" نہایت اہم ہے۔۔ ابو الفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ) کی سواطع الالہام غیر منقوط تفسیر ہونے کی شہرت کی حامل ہے۔

برصغیر میں عربی زبان کی تفاسیر کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر مولانا عنایت اللہ وزیر آبادی کی تفسیر "آیات للسائلین" اور ثناء اللہ امر تسری (م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) کی "تفسیر القرآن بکلام الرحمن"، نظمِ قرآن میں شیخ مخدوم علی بن احمد (م ۸۳۵ھ) کی "تفسیر مہائمی" کو امتیاز حاصل ہے۔ اس کے علاوہ حسن محمد احمد آبادی گجراتی (م ۹۸۲ھ / ۱۵۷۴ء) کی "تفسیرِ محمدی" بھی اہم ہے۔اس میں تو مسائل کی تشریح میں بھی آیتوں کے درمیان ربط و مناسبت کا اہتمام کیا گیاہے۔ شیخ غلام نقشبندی گھوسوی (م ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء) کی " انوار الفرقان وازھار القرآن" میں بھی نظمِ قرآن کی رعایت برتی گئی ہے ۔ عربی زبان کی غیر منقوط تفسیر "سواطع الالہام" مؤلف کی لغوی سطوت کا بیّن ثبوت ہے۔

کلامی تفاسیر میں نظام الدین نیشاپوری(م ۷۱۰ھ) کی "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی(م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) کی "تفسیرِ مظہری" اہم مقام رکھتی ہیں۔ صوفیانہ تفاسیر میں "تفسیر ملتقط" اور شیخ مبارک بن خضر ناگوری (م ۱۰۰۱ھ) کی "منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی" نمایاں ہیں۔ احکامی تفاسیر میں ملّا جیون (م ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۹ء) کی "التفسیرات الاحمدیہ" اور نواب صدیق حسن خان قنوجی (۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) کی "نیل المرام" اور مختصر تفاسیر میں شیخ معین الدین کشمیری (م ۱۰۸۵ھ) کی " زبدۃ التفاسیر" شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (م ۱۱۴۲ھ) کی "تفسیر قرآن القرآن بالبیان"، علی اصغر قنوجی (م ۱۱۷۸ھ) کی "ثواقب التنزیل فی اشارۃ التاویل / تفسیر صغیر" اور نواب صدیق حسن خان قنوجی (۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) کی "فتح البیان فی مقاصد القرآن" شامل ہیں۔

نتیجہ بحث

برِّ صغیر پاک و ہند میں عربی تفسیری ادب کی تاریخ کئی صدیوں پر محیط ہے، جس نے اس خطے کی اسلامی ثقافت اور علمی روایت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف مکاتبِ فکر، صوفیاء، فقہاء اور مفسرین نے اپنے اپنے علمی ذوق اور مذہبی رجحانات کے مطابق تفسیری کاوشیں کیں، جنہوں نے نہ صرف مقامی مسلمانوں کی دینی تعلیمات کو مضبوط کیا بلکہ عالمی سطح پر بھی برِّ صغیر کے علمی ورثے کو نمایاں کیا۔ اس تحقیقی مقالہ نے برِّ صغیر کے تفسیری ادب کے ارتقاء اور ترقی کو

مختلف زاویوں سے جانچا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی تفسیری روایت نے وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تحریکوں اور مکاتبِ فکر کے اثرات کو قبول کیا۔ اس مقضمون کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ برِّصغیر میں تفسیری ادب کی تاریخ ایک زندہ و تابندہ روایت ہے، جو آج بھی علماء اور محققین کے لیے ایک اہم علمی ذریعہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1 قادری، اکبر علی خان، صحابہ رسول ہندوستان میں، طٰہٰ پبلیکیشنز، لاہور، اشاعتِ اول مئی ۲۰۰۳، ص ۱۱

2 مبارک پوری، اطہر، قاضی، عرب وہند عہدِ رسالت میں، تخلیقات، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳

3 حوالہ سابقہ، ص ۱۷۸

4 بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، المکتبہ السلفیہ، لاہور طبع اول ۱۹۹۰، ص ۴۱

5 حوالہ سابقہ، ص ۹۰

6 حوالہ سابقہ، ص ۸۹

7 قدوائی، سالم، ڈاکٹر، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ادارہ معارفِ اسلامی، لاہور، اشاعتِ اوّل ۱۹۹۳ء، ص ۱۱

8 محولہ بالا، ص ۱۱

9 بزرگ بن شہریار، کتاب عجائب الہند، لائیڈن، ۱۸۸۳ء–۱۸۸۶ء، ص ۳

10 عمری، اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، دارالمصنفین اعظم گڈھ، طبع دوم ۲۰۰۶ء، ۱/ ۲

11 محولہ بالا، ۱/ ۵

12 محولہ بالا، ۱/ ۱

13 قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص ۲۲

14 اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/ ۲

15 علی، سیّد شاہد، ڈاکٹر، اردو تفاسیر بیسویں صدی میں، مکتبہ قاسم العلوم، لاہور، س۔ن، ص ۸

16 اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/ ۱۲

17 حوالہ سابقہ، ۱/ ۱۴

18 حاجی خلیفہ، کاتب جلبی، ملا(م1067ھ)، کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س۔ن، ۲/۱۱۹۵

19 الحسینی، محمد زاہد، قاضی، تذکرۃ المفسرین، دارالارشاد، اٹک، پاکستان، طبع بارِ سوم ۱۴۲۵ھ، ص۲۰۱

20 ڈاکٹر سالم قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص۱۶

21 دیکھیں: عمری، اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/۱۵-۱۶

22 الذھبی، محمد حسین، التفسیرو المفسرون، ص۲۷۶

23 حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲/۱۱۹۵

24 الحسینی، محمد زاہد، قاضی، تذکرۃ المفسرین، ص۲۱۸

25 حوالہ سابقہ، ۱/۲۶

26 حوالہ سابقہ، ۱/۳۷

27 حوالہ سابقہ، ۱/۵۳

28 قدوائی، ہندوستان مفسرین اور ان کی عربی تفاسیر، ص۳۵۹، ۳۶۰

29 اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/۴۲، ۴۳

30 عبدالحیئی بن فخر الدین، الحسینی (م۱۳۴۱ھ)، **نزھة الخواطر و بہجة المسامع وا لنواظر**، دارابن حزم، ط۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م، ۵/۶۰۸

31 قدوائی، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص۵۴

32 محولہ بالا، ص۵۷، ۵۸

33 محولہ بالا، ص۴۷

34 اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/۱۰۴

35 قدوائی، ہندوستان مفسرین اور ان کی عربی تفاسیر، ص۹۷

36 محولہ بالا، ص۸۳

37 اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/۱۱۵

38 محولہ بالا، ۱/۱۱۵

39 محولہ بالا ۱/۱۲۶

40 محولہ بالا، ۱/۱۲۷

41 محولہ بالا، ۱/۱۴۰، ۱۳۹

42 محولہ بالا، ۱/۱۵۲، ۱۵۱

43 قدوائی، ہندوستان مفسرین اور ان کی عربی تفاسیر، ص ۱۰۳، ۱۰۴

44 دیکھیں: عمری، اعظمی، محمد عارف، تذکرہ مفسرین ہند، ۱/ ۲۰۴، ۲۰۵

45 محولہ بالا، ۱/ ۲۱۰

46 محولہ بالا، ۱/ ۱۶۲

47 قدوائی، ہندوستان مفسرین اور ان کی عربی تفاسیر، ص ۱۱۳

48 محولہ بالا، ص ۳۲۷

49 تفصیل کے لیئے دیکھیں! قدوائی، سالم، ڈاکٹر، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص ۱۶۲